فون نمبر ۲۹ — بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایڈیشن ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

روزنامہ الفضل ربوہ

یومیہ اتوار

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۲۲ | ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ ۲ امان ۱۳۴۸ ہش ۲ مارچ ۱۹۶۹ء | نمبر ۵۰

ربوہ میں عید الاضحیٰ کی تقریب اسلامی شعار کے مطابق پورے اہتمام سے منائی گئی

اہل ربوہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدا میں نماز عید ادا کی

حضور نے قربانی کی اعلیٰ ترین مثال اور اس کی اتباع کی اہمیت پر بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا

ربوہ — ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۸۸ ہجری مطابق ۲۷ تبلیغ ۱۳۴۸ ہجری شمسی (۲۷ فروری ۱۹۶۹ء) بروز جمعرات ربوہ میں عید الاضحیٰ کی مقدس و مبارک تقریب اسلامی شعار کے مطابق پورے اہتمام سے منائی گئی۔ اہل ربوہ نے مسجد مبارک میں صبح پونے نو بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں نماز عید ادا کی۔ ربوہ کے مقامی احباب (جن میں مرد خواتین اور بچے رب شامل تھے) کے علاوہ احمد نگر، چنیوٹ، لائل پور اور بعض دوسرے مقامات کے بہت سے احباب نے بھی ربوہ پہنچ کر حضور ایدہ اللہ کی اقتدا میں نماز عید ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نہ صرف مسجد مبارک بلکہ اس کا وسیع و عریض ملحقہ احاطہ بھی پُرشوق نمازیوں سے بھرا ہوا تھا۔

نماز عید پڑھانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان کی عظیم الشان قربانی اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اعلیٰ ترین قربانیوں اور ان کی مماثلت اتباع کی اہمیت پر نہایت بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ آج قربانیوں کی عید ہے اس موقعہ پر لاکھوں یا شاید کروڑوں جانور اللہ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہوں لیکن اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہم جانوروں کی قربانی دے کر ہی اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتے ہیں تو یہ بہت گھاٹے کا سودا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ

(سورۃ الحج آیت ۳۸)

بعدہٗ حضور نے دل کے تقوے سے پُر قربانیوں ان کے اہم تقاضوں اور انقلاب انگیز تاثیرات کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ قربانیاں جو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر دی جاتی ہیں ایک عظیم قربانی کی یاد میں دی جاتی ہیں۔ اور ایک علامت کے طور پر رکھی گئی ہیں۔ وہ عظیم قربانی یا قربانیاں جن کی یاد کے طور پر عید الاضحیٰ کی قربانیاں رکھی گئی ہیں کونسی ہیں؟ سو قرآن مجید پر غور کرنے سے ہمیں قربانیوں کے تین نمونے نظر آتے ہیں۔ ایک تو وہ قربانی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شرک کے خلاف آواز بلند کی تو مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور آپ کی قوم نے جو شرک میں مبتلا تھی یہ فیصلہ کیا کہ انہیں آپ کو آگ میں ڈال کر اپنے بتوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلی تقوے کی روح سے مملو ہو کر شاشت قلب کے ساتھ اس ابتلاء کو برداشت کیا چنانچہ جب مخالفین نے آپ کو آگ میں ڈالا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو معجزے ظاہر فرمائے ایک بردًا کا اور دوسرا سلامًا کا یعنی ایک تو وہ آگ آپ کے لئے آگ نہ رہی بلکہ اللہ نے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے ثابت کر دکھایا کہ جن کی قربانیاں تقویٰ کی روح سے زندہ ہوتی ہیں وہ کبھی تباہ نہیں ہوتے بلکہ خدا انہیں ابدی ہدایت کا وارث بناتا ہے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا دوسری قربانی جس کا نمونہ ہمیں قرآن میں ملتا ہے وہ ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی مشترکہ قربانی۔ وہ قربانی یہی تھی کہ باپ اور بیٹا دونوں خدا کی راہ میں موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے جیسے عزیز وجود کو خدائی حکم کے ماتحت اس کی راہ میں قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور بیٹے یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی قربان ہونے میں کوئی پس و پیش نہ کی۔ بلکہ یہی کہا۔

اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ

(الصّٰفّٰت آیت ۱۰۳)

انہی اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لق و دق صحرا میں جہاں زندگی برقرار رکھنے کے بظاہر کوئی سامان نہ تھے چھوڑا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان اجتماعی قربانیوں کو جو تقویٰ کی روح سے مملو تھیں اور محض رضائے الٰہی کی خاطر کی گئی تھیں قبول فرمایا نہ صرف اس بے آب و گیاہ علاقہ میں زندگی کے سامان پیدا کئے بلکہ حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل نے اس عظیم ترین انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا جس نے کل جہان کے لئے قیامت تک کے واسطے

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

اخبار احمدیہ

— ربوہ یکم امان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

— حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو تین چار دن سے بخار کی تکلیف ہے۔ نیز گردے میں بھی درد ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کریں۔

— ربوہ یکم امان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت گزشتہ کئی روز سے ناساز چلی آرہی ہے۔ احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے۔ آمین اللّٰھم آمین

— ربوہ یکم امان۔ حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ کی عام طبیعت تو پہلے سے بہتر ہے لیکن گھبراہٹ اور بے چینی کی کیفیت ابھی چل رہی ہے۔ احباب حضرت سیدہ مدظلہا کی کامل و عاجل شفایابی اور درازی عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

— ربوہ یکم امان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے کل یہاں نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے سورۃ ہود کی آیت فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ کی لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے قرب الٰہی کی تین مختلف اقسام قرب دم، قرب غضب اور قرب رحمت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور نے واضح فرمایا تیسری قسم قرب الٰہی کی قرب رحمت ہے۔ یہ وہ قرب ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ ایسے بندہ پر اللہ تعالیٰ صرف قریب ہوتے ہوئے ہی ظاہر نہیں کرتا بلکہ مجیب ہوتے ہوئے بھی ظاہر کرتا ہے۔ یہ قرب ایک سچی نشانی ہے سچے مذہب کی اور اسلام ہی ہے جو اس قرب سے اپنے حقیقی پیروؤں کو بہرہ ور کرتا ہے۔ آخر میں حضور نے اس امر کو تفصیل سے واضح فرمایا کہ قرب رحمت کے حصول کے دو ذرائع ہیں۔

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ امان ۱۳۴۸ ہش

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(۲)

اگر مسلمانوں کی علمی اور اخلاقی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں مسلمانوں کے دو گروہ کام کرتے ہوئے صاف صاف نظر آتے ہیں۔ ایک خشک زاہدوں کا گروہ جو اعمال پر زور دیتے رہے ہیں۔ اور شریعت کے ذرا ذرا سے حکم کو قائم کرنا ہی اسلام کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ شریعت کے احکام خواہ وہ بظاہر چھوٹے نظر آتے ہوں نگاہ رکھنا ضروری ہے مگر اس کو علمی بحثوں کا مرکز بنا دینے نے اعمال کی حقیقی قیمت کو کم کر دیا ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے متعلق ذکر ہے کہ ایک بار وہ نجاست کو صاف کر رہے تھے تو کسی نے کہا آپ کا فتوےٰ تو یہ ہے اس قدر نجاست عبادت میں خلل انداز نہیں ہوتی۔ تو آپ نے فرمایا وہ فتوےٰ ہے یہ تقوےٰ۔ الغرض یہ گروہ فتوےٰ بازی میں اس قدر منہمک ہو گیا کہ تقوےٰ کی حقیقی اغراض کو نظر انداز کر گیا۔ اور خشک ملا کہلانے لگے۔ دوسری طرف صوفیوں کا گروہ ہے جنہوں نے ایمان پر زور دیا۔ اور شریعت کے احکام کو آہستہ آہستہ نظر انداز کر دیا۔ اور نتیجۃً نیک اعمال سے غافل ہو گئے۔ ان میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں۔ جو شریعت کی پابندی کو لازم قرار دیتے رہے ہیں۔ تاہم صوفیوں میں سے ایسے لوگ نمودار ہوئے جو محض اپنی کرامات وغیرہ کی ڈینگیں مارنے لگے۔ اور عوام کو گمراہ کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی بے اعمالیوں کو چھپانے کے لئے طرح طرح کے سوانگ بھرنے شروع کر دیئے۔

اسی طرح یہ ضروری ہے کہ انسان پہلے اپنے عقائد درست کرے۔ لیکن محض عقائد کی درستی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں میں یہ مرض عام ہو گیا ہوا ہے۔ کہ محض عقائد کے جھگڑے ان میں پیدا ہو کر مختلف فرقے بن گئے ہوئے ہیں۔ اور بہت سا وقت ہی نہیں ضائع کرتے بلکہ باہم جنگ و جدل بھی ذرا ذرا سے اختلاف پر پیا کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو اسلام کا کوئی عمل بھی بجا نہیں لاتے۔ مگر عقائد کے اختلاف کی وجہ سے گروہ بندی اختیار کرتے ہیں۔ اور باہم لڑتے ہیں۔ اگر یہ لوگ نیک اعمال پر زور دیتے تو مسلمانوں میں باہم جنگ و جدل اتنی ترقی نہ کرتا۔ مگر آج یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ صرف عقائد کے اختلافات پر تو جنگ و جدل اختیار کرتے ہیں۔ مگر اعمال میں بالکل پھسڈی ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جہاں عقائد کی درستی ضروری ہے۔ وہاں اعمال کی درستی بھی لازمی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں۔ تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں۔ مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ ان کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا۔ تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں؟!

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قربانی اور اس کی اہمیت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِیْدَ الْاَضْحٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ اُتِیَ بِکَبْشٍ فَذَبَحَہٗ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَنْ مَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ

(ترمذی کتاب الاضاحی)

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد حضورؐ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا۔ جسے آپ نے ذبح کیا۔ ذبح کرتے وقت آپ نے یہ الفاظ کہے۔ اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ۔ اللہ تعالےٰ سب سے بڑا ہے۔ اے میرے خدا یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے قبول فرما۔

اس لئے سب سے اوّل جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو ان واعظوں کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو۔ اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں۔ کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لئے بول سکیں اور حق گوئی کے لئے ان کے دل پر کسی دولت مند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں۔ تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔

یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے آئیں گے۔ مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے۔ جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اوّل پورا علم ہو۔ دوم تقوےٰ ہو۔ کوئی علم بدوں تقوےٰ کے کام نہیں دیتا ہے۔ اور تقوےٰ بدوں علم کے نہیں ہو سکتا۔ سنت اللہ یہی ہے جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے۔ تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تینوں باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں۔ اور یہ میں اس لئے چاہتا ہوں کہ اکثر ہمارے نام خطوط آتے ہیں۔ فلاں سوال کا جواب کیا ہے؟ فلاں اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا کیا جواب دیں؟ اب ان خطوط کے کس قدر جواب لکھے جاویں۔ اگر خود یہ لوگ علم صحیح اور پوری واقفیت حاصل اور ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں۔ تو وہ ان مشکلات میں نہ رہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۹-۳۷۰)

انبیاءِ بنی اسرائیل اور حج کعبۃ اللہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانۂ خدا میں

(محترم شیخ عبد القادر صاحب۔ لاہور)

سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی کشفی نظر نے دیکھا کہ بہت سے انبیاء نے کعبۃ اللہ کا حج کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے ستر نبیوں نے وادی الروحاء میں داخل ہو کر اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی پُرسوز صدائیں بلند کیں۔ نوح، ہود، صالح ابراہیم، شعیب، موسیٰ، یونس من متّی علیہم السلام کے سفرِ حج کا خصوصی ذکر آپ نے کیا۔ رسالتمآب نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواریوں نے بھی حج کیا ہے پہلے اور آخری اسرائیلی پیغمبر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے وادیٔ بکہ میں جن الفاظ میں تلبیۃ کہی وہ بھی حضور نے سُنے اور بیان کئے۔ حواری جب حج کے لئے آئے تو فرمایا وہ حرم کی تعظیم میں پا برہنہ چلے۔ یہ سب تفصیلات عظیم الشان انکشافات کی حامل ہیں۔ آج اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواری بیت اللہ کو کعبۂ مقصود سمجھتے تھے اور اس کی محبت میں سرشار تھے۔ حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے بلکہ واقعۂ صلیب کے بعد کعبۃ اللہ "السقف المرفوع" کی طرف ان کا رفع ہوا۔ تو عالمِ عیسائیت میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ اسیطرح آج اگر یہ بات یہود پر کھل جائے کہ خروج کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کشاں کشاں خدا کی بستی میں پہنچے اور البیت العتیق کے طواف میں مشغول ہو گئے۔ تو اسرائیل کی اسلام دشمنی ختم ہو جاتی ہے بلکہ ع

آملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک

کا نظارہ دنیا دیکھ لیتی ہے۔

قرآن حکیم نے ہمیں یہ بتایا کہ سارے اسرائیلی پیغمبر دینِ ابراہیمؑ لے کر آئے اور دینِ ابراہیم کعبۃ اللہ کے گرد گھومتا ہے۔ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم بھی دینِ ابراہیم کی تجدید و تکمیل کے لئے تشریف لائے تھے۔ آج اہلِ کتاب اگر دینِ ابراہیم پر جمع ہو جائیں تو سارے اختلافات مٹ سکتے ہیں۔ سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے یہ انقلابی پیام دیا گیا کہ کعبۃ اللہ دینِ ابراہیم کا مرکز ہے۔ بنی اسرائیل کو بھی اس مرکز سے وابستہ ہونے کی ہدایت کی گئی تھی لیکن وہ اسے بھول گئے۔ آؤ دینِ ابراہیم پر جمع ہو جاؤ اور اپنے اختلاف ختم کر دو۔ عرب کے یہودیوں کا اِدّعا تھا کہ بیت المقدس کا درجہ سب سے بلند ہے وہ ارضِ مقدس میں ہے۔ اور انبیاء کا گہوارہ اور ہجرت گاہ ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ نہیں کعبۃ اللہ افضل ہے۔ یہ جھگڑا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو وہ آیات نازل ہوئیں جن کا مضمون یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے یوں تو اَور بھی گھر ہیں لیکن پہلا گھر جو کہ لوگوں کے افادۂ روحانی کے لئے معرضِ وجود میں آیا۔ وادیٔ بکہ میں ہے۔ ساری دنیا کے لئے ہدایت کا مرکز۔ ملل قدیمہ نے یہیں سے تہذیب و ہدایت کا دُودھ پیا۔ مقامِ ابراہیم کا حامل اب ساری برکتیں اسی گھر سے وابستہ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شان بیت المقدس کی نہیں ہے۔

(اخبار مکہ از ازرقی صفحہ ۳۹-۴۰)

(۲)

یہی سوال حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں اٹھا تھا۔ آپ نے اشارۃً یہ بات واضح کر دی تھی کہ اب خدا کی بادشاہت بنی اسرائیل سے کسی دوسری قوم میں منتقل ہو جائے گی۔ بنی اسرائیل کی حالت ایک خشک ٹہنی کی تھی لیکن وہ قوم مثمر بثمرات ہو گی۔ فرمایا بیت المقدس ویران ہو جائے گا اور اس کا دَور ختم ہونے کو ہے۔ اب اس قوم کا دَور آئے گا ہاں اس کونے کے پتھر کا کہ جس کے متعلق زبور داؤد میں یہ بشارت ہے:۔

جس پتھر کو معماروں نے
ردّ کیا، وہی کونے کے سرے
کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی
طرف سے ہوا اور ہماری
نظر میں عجیب ہے یہ وہی
دن ہے جسے خداوند نے
مقرر کیا۔ ہم اس میں
شادمان ہوں گے اور خوشی
منائیں گے۔ ۔ ۔ ۔ مبارک
ہے وہ جو خداوند کے نام
سے آتا ہے۔ ہم نے تم کو
خداوند کے گھر سے دعا دی
ہے۔ یہواہ ہی خدا ہے
اور اسی نے ہم کو نور بخشا
ہے۔ قربانی کو ذبح کے
سینگوں سے رسیوں سے
باندھو۔

(زبور ۱۱۸/۲۷-۲۸)

اس بشارت میں سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ کی خبر دی گئی۔ گویا اس عظیم الشان پیغمبر کی آمد آمد ہے کہ جو خدا تعالےٰ کے نام پر آتا ہے (جس کی آسمانی کتاب کا پہلا جملہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے) جیسے حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت اللہ سے دعا دی۔ قربانیوں کا اہتمام کرتے ہوئے اور "حج یہوواہ" سرانجام دیتے ہوئے۔ حضرت داؤدؑ کے وقت ہیکل ابھی تعمیر نہیں ہوا تھا۔ زبور ۸۴ میں ذکر ہے کہ وادی بکہ میں ایک خدا کا گھر ہے جس کی زیارت کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام گئے۔ زبور ۱۲۰ میں بنی قیدار کے خیموں میں جا کر رہنے کا ذکر ہے۔ بیت اللہ سے مراد یہاں وادی بکہ کا البیت العتیق ہے۔ بنی قیدار جس کے پاسبان اور متولّی تھے۔

آمدم برسرِ مطلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تمثیلات میں ایسے اشارے کر دئے تھے کہ نبی موعود، بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ بشارتِ تورات کے مطابق ان کے بھائیوں میں برپا ہوں گے فرمایا:۔

خدا کی بادشاہت تم سے
لے لی جائے گی اور اس قوم کو
جو اُس کے پھل لائے دے دی
جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر
گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا
لیکن جس پر وہ گرے گا اسے
پیس ڈالے گا۔

(متی ۲۱/۴۳-۴۴)

فریسیوں نے یہ تمثیلیں سُنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے اور وہ آپ کو گرفتار کرنے کی فکر میں تھے۔

(متی ۲۱/۴۵)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ آپ کی ان باتوں سے کہ بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو رہی ہے یہود سخت برافروختہ تھے۔

ایک دوسرے موقعہ پر آپ نے فرمایا:۔

میری بات کا یقین کر کہ وہ
وقت آتا ہے کہ تم نہ تو اس
پہاڑ پر باپ کی پرستش کرو گے
اور نہ یروشلم میں۔

(یوحنا ۴/۲۱)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ہیکل تعمیر کیا تو اسی وقت بتا دیا تھا کہ یہ انتظام عارضی ہے۔ ایک وقت آئے گا ہیکل بے نام و نشان ہو جائے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ نے بتایا:۔

اس گھر کو جسے مَیں نے اپنے
نام سے مقدس کیا ہے اپنے
سامنے سے دُور کر دوں گا۔

(تواریخ ۲/۷)

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے
میدان چھوڑا جاتا ہے۔"

(متی)

اس پس منظر میں آپ کا یہ اشارہ کہ خدا کی بادشاہت اب ایک دوسری قوم کو منتقل ہو رہی ہے۔ اب خدا تعالےٰ کا ظہور اسی قوم میں سے ہو گا۔ چشمِ بینا کے لئے سرمۂ بصیرت ہے۔

(۳)

اس مضمون کی تائید ان سُریانی متاجات سے بھی ہوتی ہے جن کا انکشاف بیسویں صدی کے آغاز میں ہوا۔ قرونِ اولیٰ کے عیسائیوں کی تحویل میں ایک مجموعہ سریانی نظموں کا تھا۔ یہ نظمیں وہ معابد میں پڑھا کرتے۔ زیادہ تر نظموں میں حضرت مسیح علیہ السلام دنیا مخاطب ہیں۔ نظم چہارم میں اللہ تعالےٰ کے ایک ایسے گھر کا ذکر ہے جو "اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ" کا

مصداق ہے لکھا ہے:-

کوئی انسان۔ اے میرے خدا!
تیری مقدس جگہ کو تبدیل نہیں کرتا اور
یہ ممکن بھی نہیں کہ وہ اسے بدل سکے۔
اور اُسے کسی دوسری جگہ لے جائے
کیونکہ ایسا کرنے کا اسے کوئی اختیار
نہیں۔
کیونکہ تیرا گھر تو وہ ہے جسے تُو نے
اس وقت تشکیل دیا جبکہ دوسرے
مقامات معرضِ وجود میں بھی نہیں آئے
تھے۔
پس جو بڑا ہے اس کی جگہ وہ
مقامات نہیں لے سکتے جو کہ رُتبہ میں
اُس سے چھوٹے ہیں۔
تُو نے اپنی دلی محبت ان لوگوں پر
نچھاور کر دی جو کہ دولتِ ایمان سے
مالامال ہیں۔ تیرے کام کبھی ناکام نہیں
ہوتے اور نہ تیرے نخل بے ثمر۔ کیونکہ
تجھ پر ایمان کی ایک گھڑی بہت زیادہ
قیمتی ہے بہ نسبت دنوں بلکہ سالوں کے۔
پس کون ہے؟ جس نے تیرے فضل
پر بھروسہ کیا اور اس نے نقصان اُٹھایا۔
تیری مُہر کو جان لیا گیا۔ تیری
مخلوقات اسے پہچان گئی اور تیری آسمانی
افواج اپنے قبضہ میں لئے ہوئے اور
ملاءِ اعلیٰ اسے پہنے ہوئے ہیں۔
قطراتِ شبنم ہم پر گرا اور اپنے
ان عظیم چشموں کے دَر کھول دے جو کہ
ہم پر دُودھ اور شہد کے دھارے
بہا دیں۔ جس چیز کا بھی تُو نے وعدہ کیا
اس کے پُورا کرنے میں بھلا تجھے کیا پچھتاوا
ہو سکتا ہے؟ اور انجام تیرے سامنے
منکشف ہے کیونکہ جب تُو دینے پر
آتا ہے تُو بے بہا دیتا ہے۔[1]

(غزل چہارم)

اس مناجات میں اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ
وُضِعَ لِلنَّاسِ والا مضمون بیان ہوا ہے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر تو وہ ہے جو کہ
سب سے اوّل بنایا گیا۔ دوسرے مقاماتِ
مقدسہ شرف اور مرتبہ میں کمتر ہیں اُس کے
سامنے ٹھہر نہیں سکتے۔ البیت العتیق کسی
دوسری جگہ منتقل نہیں ہو سکتا۔ جو مقدم
ہے اسے کون مؤخر کر سکتا ہے؟ لوگ غلطی
یہ کرتے ہیں کہ اوّلیں گھر کی عظمت اس سے
چھین کر دوسرے مقامات کی طرف منسوب
کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے کے وہ مجاز نہیں
ہیں۔ اور پھر یہ جگہ تو وہ ہے جہاں خاتمِ خدا
کا ظہور ہوگا۔ وہ مُہر خداوندی جو کہ
آسمانی مخلوق پہنے ہوئے ہے جس کا وعدہ
دیا گیا زمین پر نازل ہوگی تب انجام
ہوگا۔ اور فضلِ عظیم اور خیر کثیر سے
دُنیا مالا مال ہوگی۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دلپذیر
اشعار مکہ معظمہ میں کہے گئے۔ احادیث
میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور ان کے
حواریوں کے حج کا ذکر ہے۔ یہ غزل اسی
واقعہ کی یادگار معلوم ہوتی ہے۔

(۴)

سیرۃ ابن ہشام میں یہ روایت
درج ہے کہ قبل بعثت بیت اللہ کی
تعمیرِ نَو کے وقت قریش کو رکن کے پاس
کعبہ کی دیوار میں سے ایک کتاب ملی تھی
جس میں بخطِ سریانی کچھ لکھا تھا ان سے
پڑھا نہ گیا کہ کیا لکھا تھا۔ آخر ایک یہودی
سے پڑھوایا تو معلوم ہُوا کہ اس میں
یہ عبارت مکتوب تھی:-

"میں خدا ہوں مکہ میرا ہے
میں نے اس کو اس روز
پیدا کیا تھا (دوسری روایت
میں ہے اس روز سے محترم
بنایا تھا) جس روز آسمان
و زمین پیدا کئے اور چاند و
سُورج بنائے اور ہمیشہ
کے واسطے سات فرشتوں کو
متعین کیا جو اس پر سایہ افگن
رہتے ہیں اور یہ زائل نہ
ہوگا جب تک کہ اس کے
دونوں پہاڑ قائم ہیں۔ برکت
والا ہے۔ یہ اپنے اہل کے واسطے
پانی اور دُودھ ہیں"[1]

بعض روایات میں ہے کہ یہ ایک
کتبہ تھا جو کہ کعبہ کی لوح میں کندہ تھا۔
اسے پڑھنے والا ایک عیسائی راہب
تھا۔ (اخبار مکہ ص۴۲)

کتبہ کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ عبارت کسی عیسائی زائر کی مناجات
کا حصہ ہے۔ یہ عبارت سریانی میں ہے
سریانی ابتدائی عیسائیوں کی زبان تھی
مندرجہ بالا سریانی مناجات کے انکشاف
سے اس نظریہ کو بہت تقویت ملتی ہے۔
ان مناجات میں بھی یہی مضمون ہے کہ
ایک خدا کا گھر وہ ہے جو کہ سب سے
پہلے تشکیل دیا گیا پیشتر اس کے کہ
اور مقامات بنائے جاتے۔ دیوار
کعبہ میں سے ملنے والے سریانی کتبہ میں بھی
یہی مضمون ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ قرونِ اولیٰ کے عیسائیوں نے یہ کتبہ
تحریر کیا ہے۔

ان شواہد سے ظاہر ہے کہ حضرت
مسیح علیہ السلام اور ان کے متبعین
کعبۃ اللہ کی عظمت اور فضیلت سے آگاہ
تھے۔ وہ یہود کو بتاتے ہیں کہ البیت العتیق
کا مرتبہ کوئی اور گھر حاصل نہیں کر سکتا
شعائر اللہ کا شرف اور رتبہ ایسا نہیں
کہ تبدیل ہو کر کسی اور گھر کی طرف منسوب
ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے اوّلیں گھر کی
عظمت بے پایاں اور لازوال
ہے۔

1. The Lost Books of the Bible ode No. 7 "odes of Solomon."

[1] سیرۃ ابن ہشام
مترجمہ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی ص۱۰۱

تحریک چندہ سائنس بلاک جامعہ نصرت اور احمدی خواتین

(حضرت سیدہ امۃ متین مریم صدیقہ صاحبہ مدّ ظلّہا العالی)

مجلس مشاورت ۱۹۶۷ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی منظوری عطا فرمائی تھی کہ جامعہ نصرت میں سائنس کی اعلیٰ تعلیم کی کلاسز کھول دی جائیں بشرطیکہ اس کا نصف خرچ لجنہ اماء اللہ برداشت کرے جو پچھتر ہزار ہے۔ باوجود بار بار اعلانات کرنے کے ہماری بہنوں نے اس میں بہت ہی کم حصہ لیا ہے۔ حالانکہ وہ بہنیں جنہوں نے ہر کام میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں ان کے لئے ایک قلیل عرصہ میں ۷۵۰۰۰ جمع کر کے دینا مشکل امر نہ تھا۔ اب عنقریب عمارت کا کام شروع کر دینے کا خیال ہے جب تک رقم پُوری جمع نہ ہو جائے عمارت کا کام شروع نہیں کیا جا سکتا۔ مجلس مشاورت ۶۹ء کے موقع پر لجنہ نے اپنی رپورٹ پیش کرنی ہوگی اس لئے تمام لجنات مجلس مشاورت سے قبل جتنا چندہ بھی اس سلسلہ میں جمع ہو سکے جمع کر کے بھجوا دیں۔ انفرادی طور پر جو بہنیں اس میں حصہ لینا چاہیں وہ مجلس مشاورت سے پہلے پہلے اپنا چندہ بھجوا دیں۔

گزشتہ میرے نوٹ کے بعد صرف مندرجہ ذیل کی طرف سے چندہ وصول ہُوا ہے:-

نصیرہ نزہت صاحبہ ربوہ	۵ — ۰۰
لجنہ دار الرحمت غربی الف ربوہ	۶۳ — ۰۰
لجنہ دار الصدر غربی ۲	۲۲۹ — ۰۰

اس وقت سائنس بلاک کے لئے کُل ۱۳۲۰۲ روپے جمع ہوئے ہیں بہنیں انفرادی طور پر اور لجنات اجتماعی طور پر کوشش کریں کہ مجلس مشاورت سے قبل زیادہ سے زیادہ رقم وصول ہو جائے، ہم نے ابھی مزید ۶۱۷۹۸ روپے جمع کرنے ہیں۔

ماہنامہ الفرقان کے متعلق اطلاع

ماہِ تبلیغ (فروری) کا الفرقان جملہ خریداران کے نام پوسٹ کیا جا چکا ہے اس نمبر میں "سرورِ کونین حضرت رسول مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت احمد قادیانی کا عشق" کے زیرِ عنوان ایک خاص مقالہ شائع ہُوا ہے جسے دوسرے احباب میں بھی بکثرت شائع ہونا چاہیئے اس لئے اس کے کچھ زائد پرچے بھی طبع کرائے گئے ہیں۔ فی نسخہ ۶۲ پیسے قیمت مقرر ہے۔

رسالہ کی اشاعت ہر ماہ پندرہ تاریخ کو ہوتی ہے۔ سالانہ چندہ چھ روپے ہے

(مینیجر الفرقان ربوہ)

اخبارِ احمدیہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

اوّل استغفار اور دوسرے توبہ یعنی کامل عاجزی اور انکسار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع۔ حضور نے تلقین فرمائی کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو قربِ رحمت کو جو پیدائشِ انسانی کی علتِ غائی ہے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

نمازِ جمعہ کے بعد حضور نے جملہ حاضر احباب کو شرفِ مصافحہ عطا فرمایا۔ ایک روز قبل عید الاضحیٰ کے موقع پر احباب شرفِ مصافحہ سے مشرف نہیں ہو سکے تھے کیونکہ نماز کے معاً بعد انہیں گھروں میں واپس جا کر قربانیاں دینی تھیں۔

حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ کی یاد میں

مکرم لطف الرحمان محسود۔ ایم۔ اے۔ سیرالیون

(۲)

حضرت حافظ صاحب ایک مشہور علم دوست اور علم پرور خاندان کے چشم و چراغ تھے کتابوں کا شغف تو خون میں ملا ہوا تھا۔ شاہجہانپور میں آپ کا ایک عظیم الشان کتب خانہ تھا، جس میں مختلف علوم و فنون پر ہزاروں نادر کتب موجود تھیں۔ تقسیم ملک کے بعد وہ کتب خانہ وہیں رہ گیا۔ آپ کو اس حادثے کا بہت صدمہ تھا۔ آپ نے اس کتب خانے کو پاکستان منتقل کرنے کے لئے کوشش بھی فرمائی۔ لیکن اس علمی دولت کی بازیابی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس صدمے کے پیش نظر آپ اس کتب خانے کا تذکرہ فرمانے سے گریز کرتے اور ہم لوگ بھی آپ کی تکلیف کے احساس کے پیش نظر اس کے ذکر سے بچنے کی کوشش کرتے!

حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں سے محبت

اس زمانے میں لادینی افکار کی زہرناک ہوائیں نوخیز دماغوں کو مسموم کر رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے نظیر اسلامی دینی اور تربیتی لٹریچر ان قاتل زہروں کا بہترین تریاق ہے۔ حضرت حافظ صاحب اس پہلو پر بڑا زور دیا کرتے تھے اور خدمت میں حاضر ہونیوالے نوجوانوں کو اس حصن حصین کی طرف متوجہ کرتے رہتے تھے۔ یوں تو آپ حضرت اقدسؑ کی تمام کتابوں کو پڑھنے کی تلقین فرماتے لیکن کم فرصت پانے والوں کے لئے مندرجہ ذیل چار کتابوں کا مطالعہ از بس ضروری سمجھتے تھے۔

۱۔ تحفہ گولڑویہ ۲۔ تذکرۃ الشہادتین ۳۔ چشمۂ معرفت ۴۔ کتاب البریہ۔

فرمایا کرتے تھے کہ ان کتب کو پڑھ کر حضرت اقدس کی صداقت پر اعتقاد میخ کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے۔ اسلام اور احمدیت کی حقانیت کا نور سینے میں چمکنے لگتا ہے اور ایسی ایمانی شجاعت پیدا ہو جاتی ہے کہ حق کی خاطر گردن کٹانا بھی آسان نظر آنے لگتا ہے!

جن نوجوانوں نے بھی حضرت حافظ صاحبؓ کے اس تجویز کردہ مختصر نصاب کا مطالعہ کیا، انہوں نے ان تاثرات کو درحقیقت محسوس کیا۔ انہی کتب کے بارے میں ایک مرتبہ عاجز کو فرمایا کہ تم یہ چاروں کتابیں مجھ سے سبقاً سبقاً پڑھ لو۔

نوجوانوں کی حوصلہ افزائی

نوجوانوں کی حوصلہ افزائی حضرت حافظ صاحبؓ کی سیرت کا ایک روشن پہلو تھا۔ جو بھی نوجوان ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اسے ایسی بزرگانہ شفقت اور التفات سے پیش آتے کہ وہ گرویدہ ہو جاتا اور ان کی ذاتی دلچسپی کی محبت آمیز تپش اپنے سینے میں بھی محسوس کرنے لگتا۔ ۱۹۵۵ء میں حضرت حافظ کا نیاز حاصل ہوا۔ اس پہلی ملاقات سے ۱۹۶۷ء میں سیرالیون آنے تک حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہونے کا موقع ملا۔ طالب علمی کے ایام میں تو تقریباً روزانہ ہی در دولت پر حاضر ہوتا۔ مجھے ایک عرصے تک حضرت حافظ صاحب کے خطوط کے جواب لکھنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

گیارہ بارہ سال کے عرصے میں آپ کے وجود سے وابستہ روحانی برکات کے انجذاب کے علاوہ آپ کے علمی و ادبی فیوض سے بھی بہرہ اندوز ہونے کے مواقع ملتے رہے اور اس سارے عرصے میں انکا بزرگانہ، مربیانہ، مشفقانہ اور محسنانہ عنایات کا سلسلہ جاری رہا۔

خطوط کا جواب دینے کا اہتمام

حضرت حافظ صاحب کی یہ ایک مثالی خوبی تھی جس نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ہر خط کا جواب بھجوانے کا اہتمام کرتے آپ کو کثرت سے دعا کے لئے خطوط موصول ہوتے۔ ان خطوں کا جواب ضرور بھجواتے۔ روزانہ دس دس پندرہ پندرہ خطوں کے جواب تو مجھے ہی لکھواتے ہوں گے۔ میرے علاوہ کئی اور اصحاب بھی اس خدمت پر مامور تھے فرمایا کرتے تھے خط کا جواب دینا فرض ہیں بلکہ قرض ادا کرنے کے مترادف ہے۔

بیماری کے بعد جب بھی طبیعت سنبھلتی اور کوئی لکھنے والا موجود ہوتا تو خطوط کے جواب قلمبند کروانے لگتے۔ ہر خط کی عبارت اول سے آخر تک خود لکھواتے اور پھر پوسٹ کروانے سے قبل ایک مرتبہ ضرور سن لیتے۔ اس سے آپ کی محتاط طبیعت کے ایک اور پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

خدام سلسلہ کا احترام و اکرام

حضرت حافظ صاحب کے دل میں سلسلے کے خدام کا بڑا احترام تھا۔ اور ان تمام احباب و اصحاب کو خوش قسمت سمجھتے تھے جو سلسلے کے کاموں پر مامور ہیں۔ مبلغین کرام کا ان کے دل میں خاص احترام تھا۔ اور ان کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے۔ جب کسی بزرگ یا سلسلے کے دیرینہ خادم کا انتقال ہوتا تو آپ کو بہت رنج اور قلق ہوتا کمزوری اور ضعف کی وجہ سے آخری برسوں میں جنازوں میں شمولیت آپ کے لئے بہت مشکل تھی۔ لیکن بہشتی مقبرہ کے سامنے صدر انجمن احمدیہ کے کوارٹر میں منتقل ہونے کے بعد آپ نے جنازوں میں شمولیت کی ایک ترکیب نکال لی تھی۔ آپ کا معمول تھا۔ جب کوئی ایسا جنازہ گزرتا تو آپ عصا کے سہارے کمرے سے باہر برآمدے میں تشریف لے آتے اور تدفین اور احباب کی واپسی تک وہیں رہتے اور مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا میں مصروف رہتے۔ حضرت حافظ صاحب نے اپنے اس معمول کا عاجز سے ذکر ہوئے فرمایا۔ "جنازوں میں شامل ہونے کے قابل نہیں۔ اس طرح دعا میں شامل ہو کر تلافی کرنے کی کوشش کرتا ہوں" اللہ اللہ ان بزرگوں کی کیا شان تھی!!

اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نورانی چہرے اپنے اندر ایک ایسی خاص جاذبیت رکھتے ہیں کہ دیکھنے والی آنکھ نور اصدقت کو محسوس کر لیتی ہے۔ حضرت حافظ صاحب بھی ایسے ہی بزرگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے دلائل و براہین کی بجائے حضرت امام الزمانؑ کے مقدس چہرے کو دیکھکر حق کو شناخت کر لیا تھا۔

ز مصحف رخ دلدار آیتے برخواں
نہ ایں مقام مقالات کشف و کشاف است

اعلان نکاح

مکرم شیخ حمید الدین صاحب انور ابن محترم کیپٹن شیخ نواب الدین صاحب دارالفضل ربوہ کا نکاح محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے بہمراہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت محترم ملک فضل حسین صاحب مرحوم، مورخہ ۲۹ فتح ۱۳۴۸ ہش بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں پڑھا۔

محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ سلسلہ احمدیہ کے مخلص خادم حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم اور محترم مولانا غلام احمد صاحب فرخ فاضل مربی سلسلہ کی بھتیجی اور مکرم ملک تسنیم احمد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کی ہمشیرہ ہیں۔

احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

اعلان برائے جماعتہائے احمدیہ ضلع لائلپور

جماعتہائے احمدیہ ضلع لائلپور کا سہ ماہی ضلعوار اجلاس مورخہ ۹/۳/۶۹ بروز اتوار بوقت دس بجے صبح مسجد احمدیہ لائلپور میں منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ تمام جماعتہائے احمدیہ ضلع لائلپور کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان وقت مقررہ پر ضرور تشریف لا کر ممنون فرمادیں۔

(امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع لائلپور)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

وقف عارضی کی فہرست

۲۲۶ م مکرم عبدالرشید صاحب خادم - ترگڑی - ضلع گوجرانوالہ
۲۲۷ م " منیر الدین صاحب شمس - دارالصدر ربوہ
۲۲۸ م " حافظ قاری محمد صدیق صاحب - دارالرحمت ربوہ
۲۲۹ م " مرزا آفتاب احمد صاحب پشاور
۲۳۰ م " محمد اسماعیل صاحب جراح - شیخوپورہ
۲۳۱ م " چوہدری اعظم علی صاحب - لاہور
۲۳۲ م " ثناء اللہ صاحب - دھرگ - ضلع سیالکوٹ
۲۳۳ م " سید سرور علی شاہ صاحب " "
۲۳۴ م " میاں روشن دین صاحب - چانگریاں "
۲۳۵ م " مسعود الحسن نوری صاحب - لائلپور
۲۳۶ م " حفیظ احمد صاحب چک ۵۶۵ گ ب ضلع لائلپور
۲۳۷ م " خورشید احمد صاحب گھنو کے ججہ - ضلع سیالکوٹ
۲۳۸ م " منشی حمید اللہ صاحب عرف ثناء اللہ - مہدی پورہ
۲۳۹ م " بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ گوہلپور - ضلع سیالکوٹ
۲۴۰ م " محمد اکرم صاحب - چونڈہ "
۲۴۱ م " عزیز احمد صاحب - دھیر کے کلاں - ضلع سیالکوٹ
۲۴۲ م " طاہر احمد صاحب سعید - جہلم
۲۴۳ م " بشیر احمد صاحب درک - کوجر - ضلع شیخوپورہ
۲۴۴ م " مرزا منور احمد صاحب - لاہور
۲۴۵ م " عبدالباسط صاحب طارق - لاہور
۲۴۶ م " محمد حفیظ صاحب - گرمولہ رکاں - ضلع گوجرانوالہ
۲۴۷ م " محمد اکرم صاحب طاہر "
۲۴۸ م " عبدالعزیز صاحب - ڈیرہ داد پوترے - ضلع شیخوپورہ
۲۴۹ م " محمد علی صاحب - کالیہ "
۲۵۰ م " محمد طفیل صاحب باہڑیانوالہ "
۲۵۱ م " سید جلیل احمد صاحب لاہور
۲۵۲ م " چوہدری رحمت علی - کرتو - ضلع شیخوپورہ
۲۵۳ م " میاں شکر دین صاحب چک ۱۶۹ گرمولہ شیخوپورہ
۲۵۴ م " چوہدری غوث محمد صاحب چک ۳/۵۲ ضلع "
۲۵۵ م " عبدالحق صاحب - کلاس والہ - ضلع سیالکوٹ
۲۵۶ م " محمد اسلم خان صاحب - سچا سودا - ضلع شیخوپورہ
۲۵۷ م " چوہدری مبارک احمد صاحب - پیرکوٹ - ضلع گوجرانوالہ
۲۵۸ م " قاسم علی صاحب چک ۳ ضلع - شیخوپورہ
۲۵۹ م " عبدالستار صاحب رشید - لاہور
۲۶۰ م " محمد حلیم صاحب اقبال - راولپنڈی -
۲۶۱ م " سلیع الرحمان صاحب باب الابواب ربوہ
۲۶۲ م " ماسٹر عبدالحی صاحب تونسہ - ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۶۳ م " چوہدری محمود احمد صاحب چک ۱۵۹/T.D.A ضلع مظفر گڑھ
۲۶۴ م " قائم دین صاحب " "
۲۶۵ م " عبدالغفور صاحب چک ۹۳/T.D.A "
۲۶۶ م " منظور احمد خان صاحب - بستی مندرانی - ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۶۷ م " محمد اسماعیل صاحب - چک ۹۴ فتح - ضلع بہاولپور
۲۶۸ م " سردار عزت بخش صاحب - شہر سلطان - ضلع مظفر گڑھ
۲۶۹ م " ملک منظور احمد صاحب - کھاریاں - ضلع گجرات
۲۷۰ م " محمد دین صاحب " "
۲۷۱ م " جان محمد صاحب - چک ۱۰۸ - ضلع سرگودھا
۲۷۲ م " ماسٹر عبدالقدیر صاحب جاوید - بھابڑہ - ضلع سرگودھا
۲۷۳ م " حسن خان صاحب حجانہ - ڈیرہ غازیخان

تعمیر مساجد ممالک بیرون میں حصہ لینے والی بہنوں کیلئے خوشخبری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں ۱۵ر تبلیغ ۱۳۴۸ھش تک تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان میں حصہ لینے والی بہنوں کے ناموں کی فہرست معہ ان کی مالی قربانیوں کے پیش کی گئی۔ اس فہرست کو ملاحظہ فرما کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے ان کے لئے دعا فرمائی نیز فرمایا:-

جزاھن اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ ہماری سب بہنوں کی مالی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشے۔ اور انہیں مزید قربانیوں کی توفیق دے کر ہمیشہ ان کو اور ان کے خاندانوں کو اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

ہماری دیگر بہنیں بھی تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان کے چندہ میں حصہ لیکر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں حاصل کریں۔

(قائمقام وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

ایک نیک مثال اور درخواست دعا

مالکان رحمٰن پنساری سٹور شیخ عبدالواحد و شیخ عبدالرحمان صاحبان گوجر خان - ضلع راولپنڈی نے اپنے ذاتی چندہ کے علاوہ اپنی دکان کے نام سے یکصد روپیہ چندہ تحریک جدید بھجوایا ہے۔ جزاھما اللہ تعالیٰ۔ قارئین کرام سے ان کے کاروبار میں خیر و برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے اگر اسی طرح دکانوں اور فرموں کے مالکان اشاعت اسلام کے لئے چندہ بھجوانے کا خیال رکھیں تو ایک طرف ان کے کاروبار میں غیر معمولی برکت نازل ہو اور دوسری طرف تبلیغ اسلام کے کام کو ترقی حاصل ہو۔ امید ہے دیگر مخیر تاجر حضرات بھی اس امر کا خیال رکھیں گے۔

(وکیل المال تحریک جدید)

---

۲۷۴ م مکرم نسیم بابر صاحب - گوجرانوالہ
۲۷۵ م " رحیم بخش صاحب - شہر سلطان - ضلع مظفر گڑھ
۲۷۶ م " منشی رحمت اللہ صاحب چک ۶۹ ضلع لائلپور
۲۷۷ م " صادق علی صاحب " "
۲۷۸ م " عالم خان صاحب " "
۲۷۹ م " چوہدری نور احمد صاحب چک ۲۹۷/ج ب "
۲۸۰ م " حذا بخش صاحب - چیچہ چک ۱۲۹/ر ب "
۲۸۱ م " بشیر احمد صاحب سوٹیالوی " "
۲۸۲ م " بشیر الحق صاحب ایل پلاٹ ساہیوال
۲۸۳ م " ماسٹر عبدالعزیز صاحب چک ۲۲۵/B.D سرگودھا
۲۸۴ م " مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا
۲۸۵ م " ملک زبیر احمد صاحب دارالصدر ربوہ
۲۸۶ م " حاجی غلام محمد صاحب دارالیمن ربوہ
۲۸۷ م " محمد دین صاحب چک ۴۵۶ ضلع مظفر گڑھ
۲۸۸ م " عبدالمومن صاحب ربوہ
۲۸۹ م " غلام محمد صاحب - پیرو - جھنگ
۲۹۰ م " ملک سیف الرحمان صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ ربوہ

(نائب ناظر اصلاح وارشاد)

تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے نمایاں حصہ لینے والی

خواتین

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و احسان سے جن بہنوں کو تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے تین صد یا اس سے زائد روپیہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کی تازہ فہرست درج ذیل ہے۔ جزاھن اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ

قارئین کرام سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے دیگر بہنیں بھی تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے نمایاں حصہ لے کر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کو حاصل کریں۔

۷۲۶	محترمہ بیگم کرنل سید نصیر احمد شاہ صاحب	راولپنڈی	۳۰۰ روپے
۷۲۷	مبشرہ جمیل صاحبہ	"	۳۰۰ روپے
۷۲۸	بیگم مبارک احمد صاحب	"	۳۴۰ روپے
۷۲۹	طاہرہ سعید احمد صاحب	"	۶۰۰ روپے
۷۳۰	بیگم پیر انوار الدین صاحب	"	۳۰۰ روپے

(قائمقام وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

عزم محمود

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشاد مبارک یہ ہے کہ:-

"ہم نے ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنی ہے اور جہاں ہم تبلیغ اسلام کریں گے وہاں لازماً مساجد بھی بنانی پڑیں گی اور اسلام کے نشانات بھی قائم کئے جائیں گے اور یہ کام ہماری جماعت کے افراد نے ہی کرنا ہے۔ اس لئے سب کا فرض ہے کہ خواہ وہ امیر ہوں یا غریب اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔"

ہم میں سے ہر مرد، ہر عورت اور ہر بچہ اپنے آقا حضرت المصلح الموعودؓ کے مذکورہ بالا ارشاد بابرکت کی تعمیل میں تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لے تاکہ جلد از جلد تمام دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو جائے۔ آمین۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

ولادت

میرے بڑے نواسے عزیزم ملک رشید الدین صاحب انور احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ و قائد مجلس خدام الاحمدیہ چونیاں کو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ۱۴ر صلح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۴ر جنوری ۱۹۶۹ء کو تیسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ درویش قادیان کا پوتا اور مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب رانچی ٹیلرنگ ہاؤس (برادر زاد حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ) کا نواسہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام فصیح الدین تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت بچے کی عمر دراز ہونے، نیک۔ صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(حکیم دین محمد احمدی پنشنر ملٹری اکاؤنٹنٹ دارالرحمت وسطی۔ ربوہ)

بواسیر کو چار خوراکوں میں جڑ سے ختم کرنے والی دوا۔ پائلز کیور ۱۰/-
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کیمسٹ گولبازار۔ ربوہ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو جو کام آوے

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور اس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دُنیا سے محبت کر کے اس کے حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش! میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! میں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دُنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

وقف جدید کے وعدوں اور ادائیگی کی طرف فوری توجہ کی جاوے

گزشتہ سال کی کمی پورا کرنا احباب کا فرض ہے

جیسا کہ احباب کو علم ہے وقف جدید کے نئے سال کے وعدہ جات کا اعلان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر فرما دیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک سینکڑوں جماعتوں اور احباب نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے وقف جدید کے وعدہ جات کئے ہیں اور بعض احباب کی طرف سے ان کی ادائیگی بھی ساتھ ہی ساتھ ہو رہی ہے مگر پھر بھی بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن کا نئے سال کا وعدہ تاحال موصول نہیں ہوا۔ (تو ادائیگی ان کی طرف سے کیسی نذر ہو رہی ہے) اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ آیا جو رقوم ان کی طرف سے وقف جدید کے لئے آ رہی ہیں، آیا وہ ان کے معیار کے مطابق ہیں یا نہیں۔ یا صحیح رنگ میں ان کے وعدہ جات کے مطابق ہیں کہ نہیں۔ ذیل میں بعض چیدہ چیدہ جماعتوں کی فہرست دی جاتی ہے جن کی ادائیگی گزشتہ سال ۱۹۶۸ء میں بھی اپنے بجٹ کے لحاظ سے بہت پیچھے تھی اور تاحال بھی ان کی وصولی کی رفتار تسلی بخش نہیں:-

(۱) جماعت احمدیہ چنیوٹ، (۲) لالیاں (۳) بستی دریام (۴) چک ۲۲۶ بہلولپور (۵) کھیوہ باجوہ (۶) چک جھمرہ (۷) سرشمیر روڈ (۸) ٹوبہ ٹیک سنگھ (۹) کمالیہ (۱۰) گوجرہ (۱۱) جڑانوالہ شہر (۱۲) تاندلیانوالہ (۱۳) چک ۵۶۳ گ۔ب (۱۴) مظفر گڑھ (۱۵) علی پور گھلواں (۱۶) لیہ (۱۷) چک ۹۳۔ٹی ڈی اے (۱۸) علی پور (۱۹) چک ۳۹۰ W.B (۲۰) دہاڑی منڈی (۲۱) منڈی بہاؤالدین (۲۲) کبیر والا (۲۳) دنیا پور۔ (۲۴) چک ۶۳ شتاب گڑھ۔

(باقی)

(ناظم مال وقف جدید)

اسلامی تعلیم کی پر حکمت تعلیم کی رُو سے محض قربانی کوئی چیز نہیں

خدا کی نگاہ میں وہ جذبۂ اخلاص قدر و قیمت رکھتا ہے جو قربانی کے پسِ پشت ہوتا ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سورۃ الحج کی آیت وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ کی رُو سے قربانی کی حقیقت اور اس کے فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اس جگہ یہ امر بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا فرما کر قربانی کی حقیقت اور اس کے فلسفہ پر بھی نہایت لطیف رنگ میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ محض قربانی کوئی چیز نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں وہ جذبۂ اخلاص قدر و قیمت رکھتا ہے جو اس قربانی کے پسِ پشت ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اعلےٰ درجہ کا دُنبہ تو ذبح کر دیتا ہے لیکن وہ قربانی میں اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کو مدنظر نہیں رکھتا تو اس کی یہ قربانی خدا تعالےٰ کے حضور ایک پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھ سکتی۔ یہ لطیف اشارہ اللہ تعالےٰ نے مَنْسَكًا کا لفظ استعمال فرما کر کیا ہے جس کے معنے عربی زبان میں شَرِيعَةُ النُّسُكِ نَفْسُ النُّسُكِ اور مَوْضِعٌ تُذْبَحُ فِيهِ النَّسِيكَةُ کے ہوتے ہیں۔ یعنی مَنْسَكٌ قربانی کے طریق کو بھی کہتے ہیں نفسِ قربانی کو بھی کہتے ہیں۔ اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں قربانی کی جاتی ہے۔ اور نَسِيكَةٌ کا لفظ جو عربی زبان میں قربانی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ نَسَكَ سے نکلا ہے اور نَسَكَ لِلّٰهِ کے معنے ہوتے ہیں تَطَوَّعَ بِقُرْبَةٍ وذبح لِوَجْهِهِ۔ (اقرب) یعنی کسی نیک کام کو بغیر اس کے کہ اس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو یا بغیر اس کے کہ اس کی ذمہ داری کسی پر ڈالی گئی ہو۔ اپنی خوشی اور رضا سے کسی شخص نے سرانجام دیا۔ اور اس نیت سے کام کیا کہ خدا تعالےٰ کی خوشنودی اُسے حاصل ہو جائے۔ گویا نَسِيكَة کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ جبر کے ماتحت نہ ہو۔ بلکہ طبعی رغبت اور ارادہ اور خواہش سے ہو۔ اور پھر خالصۃً للہ ہو اور اسی طرح نَسَكَ الثَّوْبَ کے معنے ہوتے ہیں۔ غَسَلَهُ بِالْمَاءِ فَطَهَّرَهُ۔ اس نے کپڑے کو پانی سے دھویا اور اس میں سے ہر قسم کی میل نکال دی۔ پس اس آیت میں مَنْسَكًا کا لفظ استعمال فرما کر اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خوشی اور بشاشت قلبی کے ساتھ قربانیوں میں حصہ لو۔ یہ نہ ہو کہ تمہیں کسی کا جبر قربانی پر آمادہ کر رہا ہو کیونکہ خدا تعالےٰ کے حضور وہی قربانی مقبول ہوتی ہے جو بشاشت قلب کے ساتھ کی جائے۔

دوم۔ صرف بشاشت قلب کا مدنظر رکھنا ہی تمہارے لئے ضروری نہیں بلکہ اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے قربانیاں کرو۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ قربانی کرتے وقت اپنے دل کے تمام گوشوں کو ٹٹولو۔ اور دیکھو کہ کیا کسی دنیوی غرض کی ملونی تو اس میں نہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو تمہاری قربانی خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا شرف حاصل نہیں کر سکتی یہ نہایت لطیف اور قیمتی اسباق اللہ تعالےٰ نے محض ایک چھوٹے سے لفظ میں بیان کر دیئے ہیں۔ جن سے فائدہ اٹھا کر انسان اپنی قربانیوں کے اعلےٰ نتائج حاصل کر سکتا ہے۔"

(تفسیر کبیر سورۃ حج صفحہ ۵۱، ۵۲)

درخواستِ دعا

میرے لڑکے عزیزم صفی اللہ خان ایم ایس سی کامرس آف ملاسفی کا امتحان ۳۰۔ ۴ مارچ میں شروع ہو رہا ہے۔ اسکی کامیابی کے لئے احباب کرام و بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے (عطاء اللہ خان دار الصدر جنوبی ربوہ)

ربوہ میں عید الاضحےٰ کی مبارک تقریب

(بقیہ صفحہ اوّل)

کامل ترین نمونہ اور اسوہ بنا تھا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ نہ صرف دلی تقوےٰ اور بشاشت کے ساتھ خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کرنا چاہئیں بلکہ آئندہ نسل کی تربیت کا بھی پورا خیال رکھنا چاہیئے تاکہ دلی تقوےٰ اور بشاشت کے ساتھ راہِ خدا میں قربانیاں پیش کرنے کا سلسلہ جاری رہے۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی قربانیوں کے بعد قربانی کے تیسرے نمونہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا قربانی کا تیسرا نمونہ یا اسوہ جو ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ ترین قربانی ہے۔ آپؐ کو بھی ایک ایسی سرزمین میں مبعوث کیا گیا جو روحانی لحاظ سے بے آب و گیاہ تھی۔ جن لوگوں کی طرف آپ کو بھیجا گیا وہ بظاہر انسان ہی تھے مگر انسانیت ان میں نام کو نہ تھی اسی لئے وہ روحانی اعتبار سے یکسر ایک غیر آباد علاقہ تھا۔ انہوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے جاں نثار و فدا کار صحابہؓ کو ایسی ایسی تکالیف دیں۔ اور ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ جن کی تاریخِ عالم میں مثال نہیں ملتی اور جنہیں پڑھ کر آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دینے میں علی الخصوص اہل طائف کے کردار اور شعب ابی طالب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت کے انتہائی اذیت ناک محاصرے اور اس ضمن میں کفار مکہ کے انسانیت سوز مظالم کا تفصیل سے ذکر کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ ترین قربانی کی عظمت و اہمیت پر پُر اثر انداز میں روشنی ڈالی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں اعلیٰ ترین قربانی پیش کر کے جو قابل تقلید اسوہ پیش فرمایا اس کے دو پہلو ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی راہ میں ہمیں مصائب برداشت کرنا پڑیں تو ہمیں ان مصائب اور ابتلاؤں کو بشاشت قلب کے ساتھ اسی طرح برداشت کرنا چاہیئے۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ناقابل بیان مصائب کو برداشت کیا۔ دوسرے یہ کہ ہر نئی نسل کی اس طرح تربیت کرنی چاہیئے کہ وہ اللہ کی راہ میں پیش آنے والے مصائب اور ابتلاؤں کو برداشت کرنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے اسوہ کو اختیار کرتی چلی جائے۔ حضور نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ دُنیا ان لوگوں کی اتباع پر تو تیار ہو جاتی ہے۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں آپؐ پر پتھراؤ کیا۔ اور ہر قسم کی اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔

آخر میں حضور نے خدائے قادر و توانا کی جناب میں دعا کی کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ایسی قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے کہ جن کے نتیجہ میں ہمیشہ ہی بَرْدًا وَسَلَامًا کا معجزہ ظاہر ہوتا چلا جائے یعنی خدا کی راہ میں دُکھ ہمیں دُکھ معلوم نہ ہو اور دنیا ہمیں مٹانے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔

اس پر معارف خطبہ کے بعد حضور نے اجتماعی دُعا کرائی اور پھر سب کو سلامتی کی دعا دینے کے بعد قصر خلافت تشریف لے گئے۔ احباب اس موقع پر شرف مصافحہ حاصل کر کے اپنے آقا ایدہ اللہ کی خدمت میں عید کی مبارکباد عرض کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حضور نے اس خیال سے کہ احباب کو واپس جا کر قربانیاں دینی ہیں۔ مسجد میں مزید قیام فرمانا مناسب خیال نہ فرمایا۔ تاہم احباب کی خواہش کے پیشِ نظر ان کی یہ درخواست منظور فرمائی کہ حضور اگلے روز ۱۱ ذوالحجہ کو نماز جمعہ کے بعد احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمائیں۔

حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے اور معارف خطبۂ عید سے بہرہ ور ہونے کے بعد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور احباب نے بکثرت بہشتی مقبرہ جا کر حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور دیگر بزرگوں کے مزاروں پر دعا کی اور پھر اپنے گھروں میں واپس پہنچ کر قربانیاں دیں۔